بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

ناظرین !

مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کی بزم میں واپس آگیا ہوں۔

مئی ۷۶ء میں میں نے فکر و نظر کو خیرباد کہا تھا۔ آخری شمارہ جو میں نے مرتب کیا یوم تاسیس نمبر تھا۔

یہ پرچہ حسب معمول آپ کو تاخیر سے ملے گا۔ ۱۰ اپریل سے اس کے لئے کام شروع کیا گیا۔ اختتام اپریل تک اپریل کا پرچہ آپ کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا انشاءاللہ۔ اس کے بعد مئی کا شمارہ بھی، اتنی تاخیر سے نہیں، قدرے تاخیر سے پہنچے گا۔ جون میں پرچہ قدیم روایت کے مطابق مہینے کی پہلی دوسری تاریخ تک پہنچ جائے گا۔ انشاءاللہ و باللہ التوفیق !

فکر و نظر ادارہ تحقیقات اسلامی کا ترجمان ہے۔ اس کی غرض و غایت ان مقاصد کی تکمیل ہے جن کے لئے ادارہ قائم ہوا۔ ادارہ کے ابتدائی بنیادی مقاصد سے متعلق ایک تاریخی دستاویز اسی شمارے میں کہیں شامل اشاعت ہے۔ بغور اس کا مطالعہ کیجئے۔ سرے سے اسلام ہی کو قصہ ماضی کہنے والے اسے کاغذ کا ایک پرزہ قرار دیں یا اپنے فکر و فہم کے مطابق اس کی من مانی تاویلات و توجیہات پیش کریں ۔ ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

لیکن ہمارے نزدیک اس کی اہمیت اصل و اساس کی ہے۔ آپ فکر و نظر کے قارئین میں ہوں یا قلمی معاونین میں اس دستاویز کو سامنے رکھئیے۔ اس سے معیار اور کسوٹی کا کام لیجئیے۔ ہماری دلی آرزو ہے اور ہم اس کے لئے پوری کوشش کریں گے کہ فکر و نظر ادارے کے مقصد تاسیس کی تکمیل میں اپنا بھر پور کردار ادا کرے۔ اعلی مقاصد کی تکمیل کا خواب بسا اوقات اس لئے شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا کہ اس کے لئے اعلی صلاحیت کے مالک کارکن نہیں ملتے۔ صلاحیت کا لفظ بہت جامع اور وسیع ہے۔ اس میں فکر و نظر، علم و تجربہ، ایمان و اعتقاد اور سیرت و کردار کی تمام اعلی صفات شامل ہیں۔ صلاحیت کوئی شخص ماں کے پیٹ سے لے کر نہیں آتا۔ نیت اور ارادہ کے ساتھ کوشش اور اکتساب کا عمل ضروری ہے۔ ہمارا ارادہ بھی نیک ہے اور ہم اس ارادے کی تکمیل کے لئے کوشاں بھی ہیں۔ اسلامی سوسائٹی میں معاشرے کے ہر فرد کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اجتماعی ہی نہیں انفرادی معاملات میں بھی از راہ نصیحت و اخلاص اور بغرض اصلاح و تعمیر دوسروں پر، خاص کر ان لوگوں پر نظر رکھے جن کو کوئی ذمہ داری سونپی گئی ہو۔ فکر و نظر کے معاملے میں ہم آپ کی تنقید کا خیر مقدم کریں گے۔

فکر و نظر کا یہ شمارہ ایک عام شمارہ ہے۔ اس پرچے کی تیاری بعض خاص حالات کی وجہ سے بڑی عجلت میں ہوئی۔ اس کا پہلا مضمون مولانا حمید الدین فراهی رحمۃ اللہ کی ایک عربی کتاب کے ترجمے کی پہلی قسط ہے۔ موضوع بہت اہم ہے مگر بحث ایک حد تک تشنہ اور ناتمام ہے۔ یوں تو اس کے مخاطب علماء خاص کر علوم قرآن سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب علم ہیں۔ مگر قرآن مجید سے متعلق کوئی بحث ہر مسلمان کی دلچسپی کی چیز ہے۔ ترجمے کی اشاعت سے خاص مقصد یہی ہے کہ اردو خواں بھی اس سے مستفیض ہو سکیں۔ دوسرا مضمون ادارے کے بزرگ رفیق کار پروفیسر مظہر الدین صدیقی

کا ہے ۔ پروفیسر صاحب نے عصر حاضر کے ایک پیچیدہ اور آتشیں مسئلے پر قرآن، حدیث اور تاریخ اسلام کے حوالے سے اظہار خیال کیا ہے ۔ پروفیسر صاحب کی تقریر کا ما حصل یہ ہے کہ آج کے معاشی اور سماجی مسائل کا ایسا حل جس سے کوئی اور مسئلہ پیدا نہ ہو صرف اسلام کے پاس ہے ۔ اس دور کے دو معروف نظامہائے حیات سرمایہ داری اور اشتراکیت پر انھوں نے تنقید کی ہے ۔ اور اسلام کی برتری کو ثابت کیا ہے ۔ تیسرا مضمون جمیلہ شوکت صاحبہ کا ہے ۔ جمیلہ شوکت پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ میں استاد ہیں ۔ انھوں نے مصر میں آزادی نسواں کی تحریک کا جائزہ پیش کیا ہے ۔ مضمون مفید اور معلوماتی ہے ۔ انداز سنجیدہ اور متعین ہے ۔ ان کا نقطہ نظر معروضی ہے ۔ انھوں نے افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال اور توازن کے ساتھ دونوں نقطہ ہائے نظر پیش کر دئے ہیں ۔ عربی اقتباسات اور اشعار کا اردو ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے اردو خواں طبقے کو دشواری ہوگی ۔ وقت کی تنگی کے باعث ترجمے کے بغیر ہی یہ مضمون شائع کر دیا گیا ۔ اس کے بعد ایم ۔ اسلم صاحب کا انٹرویو ہے ۔ اقبال کے متعلق انھوں نے اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر بعض ایسی باتیں بتائیں ہیں جو وہی بتا سکتے تھے ۔ انہیں اقبال سے ملنے کا شرف حاصل ہے ۔ انھوں نے علامہ کو بہت قریب سے دیکھا ہے ۔ ایسے بزرگوں کا دم غنیمت ہے ۔ ان کے سینے میں اس دور سے متعلق بہت سی کام کی باتیں محفوظ ہوں گی ۔ آخر میں ادارہ کے رفیق محمد طفیل صاحب کا ایک تبصرہ ہے ۔ طفیل صاحب نے زیر تبصرہ کتاب کا تعارف کرانے کے ساتھ بعض ایسے مآخذ کی نشاندھی بھی کی ہے جس سے کتاب میں اضافہ کیا جا سکتا ہے ۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کے سابق ڈائریکٹر جناب عبدالواحد ہالے پوتا نے اپنی ذمہ داریاں دوبارہ سنبھال لی ہیں ۔ ادارے میں ان کی واپسی کا ہر سطح پر خیر مقدم کیا گیا ہے ۔ بالخصوص ادارے کے کارکن ڈاکٹر صاحب کی

تشریف آوری سے خوش اور مطمئن ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی شفقت اور ہمدردانہ برتاؤ کی یاد دلوں میں تازہ تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی مساعی جمیلہ اور حسن کارکردگی سے نہ صرف ادارے کی نیک نامی میں اضافہ ہوا تھا بلکہ ادارے کو یونیورسٹی کا درجہ حاصل تھا۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ادارے کے ساتھ اپنی وابستگی کے دوسرے دور میں کام کا آغاز وہاں سے کریں گے جہاں انہوں نے چھوڑا تھا۔ یقین ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی سربراہی میں ادارہ جلد اپنا مقام اور مرتبہ حاصل کرلے گا۔